رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اِکدن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے

الفضل

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوۃ ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے، (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

چندہ مقامی فی سال للعہ (للعہ)

مضامین بنام اڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے
سات روپے (معہ)

قیمت سالانہ پیشگی چار روپے

جلد ۲ | مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۲ھ | نمبر ۴۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفہ ثانی بخیر و عافیت ہیں۔ حضور صبح و شام عورت مردوں کو درس دینے کے علاوہ بعض ضروری خطوط کا جواب خود تحریر فرماتے ہیں۔ بوجہ زیادہ مصروفیت درس بخاری بھی التواء میں ہے۔ خاندان رسالت میں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

سکولوں میں بدستور پڑھائی ہو رہی ہے، اور محنت کی طرف خوب توجہ ہے۔ لڑکوں کو درس میں زیر نگرانی ٹیوٹرز قطار میں آنا چاہیئے۔ زیر اہتمام صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب احمدیہ سکول کی حالت رو بہ ترقی ہے۔

تبلیغ۔ حافظ روشن علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب میاں معراج الدین صاحب بحکم حضرت خلیفہ ثانی شملہ گئے ہوئے ہیں خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ سالانہ جلسہ انجمن احمدیہ شملہ

تازہ خبریں

آسٹریوں کی پسپائی۔ روسیوں نے گلیشیا میں پیشقدمی کرتے ہوئے کئی پادریوں کی لاشیں دیکھیں جنہیں آسٹریوں نے پھانسی پر لٹکا دیا تھا۔ کراکو کے باشندے وارسا کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ مغربی گلیشیا میں مزید جنگ نہیں ہوئی آسٹریوں کی پسپائی جاری ہے۔

جرمن ہوائی جہاز نے پھر پیرس پر گولے پھینکے۔ لنڈن ۲۷ ستمبر۔ بجے ۵ بجے شام۔ ایک جرمن ہوائی جہاز نے شہر پیرس پر دو گولے گرائے جو ایک ہوٹل پر پڑے۔ ایک سالسٹر ہلاک اور ایک لڑکی مجروح ہوئی۔

حالات تبدیل۔ ۲۶ ستمبر۔ نائن کے شمال کی طرف دشمن سے بہت سخت لڑائی ہوئی۔ جرمنز کو کمک پہنچ گئی تھی۔ ہمیں کچھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ دشمن کی میمنہ نے منسی اور ٹول کی طرف سے دبنا شروع کر دیا ہے۔ دشمن سنٹ میکائیل تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن میوز کو عبور نہ کر سکا۔ جرمن میوز کی چوٹیوں سے میکائیل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جرمنز نے پیروکس اور کیپ ڈی مارائن کے قلعوں پر بھاری توپخانہ سے حملہ کیا۔

برٹش کروزروں کی غرقابی اور نقصان۔ ۱۱-۱ انسر جو لفٹنٹ کپتانوں اور کرنیلوں کے عہدوں پر ممتاز تھے مارے گئے۔ ابوکر کریسی ہوگ کی غرقابی کے وقت ۱۳ لفٹنٹ اور ۱۳ نائب لفٹینٹ کام آئے۔ بہت افسروں کے علاوہ ۷۷۹ آدمی بچ گئے۔ کل ۶۰ افسر اور ۱۴۰۰ آدمی ہلاک ہوئے

سرویا کی پیشقدمی۔ روم کا تار ۲۵ ستمبر سرویا کی لڑائی چند روز تک رہے گی۔ اس کی فتح کے بعد آسٹرین پر کھلا کھلا حملہ ہو سکیگا۔

آسٹرین ھسیٹ۔ ۲۵ ستمبر۔ نیسچ جو کہ میدان کی افواج کا آرگن ہے۔ بیان کرتا ہے کہ آسٹرین سپاہ میں جنگی انتظام مفقود ہے۔ سپاہی افسروں کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ھنگرین

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرۃ صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگِ یورپ

غرق شدہ کروزروں کے متعلق محکمۂ بحری کا بیان

لنڈن - ۲۵ ستمبر - ۹ بجے شام - محکمۂ بحری نے محکمۂ اخبارات کی وساطت سے آج رات کروزروں کی غرقابی کے متعلق واقعات شائع کئے ہیں جو پسماندہ سینیئر افسروں کی رپورٹوں سے اخذ کئے گئے ہیں - ابوکر کی غرقابی کو بزدلی کی کارروائی کے معمولی نقصان سے تعبیر کیا جا سکتا ہے - ہوگ اور کریسی اس لئے غرق کئے گئے کہ انہوں نے ابوکر کو مدد دی تھی اور جانیں بچانے کی غرض سے اپنے انجن ٹھہرا کر ایک جگہ کھڑے ہو گئے تھے - اس طرح جرمن آبدوز کشتیوں کو ان پر نہایت آسانی کے ساتھ حملہ کر کے نقصان پہنچانے کا موقعہ مل گیا ؛

۶۰ افسروں اور ۱۲۰۰ آدمیوں کا نقصان اسقدر قابل افسوس نہ ہوتا - اگر وہ کھلی لڑائی میں کام آتے -

ابوکر پر دشمن نے صبح کے وقت سات بجے کے قریب حملہ کیا - ہوگ اور کریسی نے یہ دیکھ کر کہ مبادا ابوکر غرق ہو جائے اپنی کشتیاں بھیجیں - اور جب وہ ابوکر کے آدمیوں سے بھری ہوئی واپس آ رہی تھیں - تو دشمن کی آبدوز کشتی نے ہوگ پر حملہ کیا - جس کی زد اس کے میگزین پر پڑی -

کریسی کے آدمیوں نے آبدوز کشتی کا افق نما ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر سے دیکھا - افق نما پیریسکوپ ایک آلہ ہے جو آبدوز کشتیوں کے تہِ آب چلنے کے وقت پانی سے باہر نکلا رہتا ہے اور جس سے ارد گرد کی تمام چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں - کریسی نے پوری رفتار کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اس پر گولہ باری شروع کی - ہیڈ برق انداز کا بیان ہے کہ اس سے آبدوز کشتی غرق ہو گئی مگر اس کے افسر کا بیان ہے کہ گولے ایک بہتی ہوئی شہتیری پر پڑے مگر تختے کے آدمیوں نے اس خیال سے چیرز دیئے کہ آبدوز کشتی کو نشانہ لگا ہے - اس کے بعد کریسی رُخ پھیر کر ہوگ اور ابوکر کو مدد دینے کے لئے روانہ ہوا - اتنے میں ایک اور افق نما پیدا ہوا - اور آبدوز کشتی نے ۵۰۰ گز کے فاصلہ سے ایک تارپیڈو پھینکا - اس کا رُخ صاف طور پر نظر آتا تھا اور وہ کریسی کو دائیں طرف لگا - دوسرے تارپیڈو کا نشانہ خطا گیا اور تیسرا جو پہلے سے ۱۵ منٹ کے بعد پھینکا گیا تھا - بائلر کے کمرہ کو لگا - اور کریسی ۷ بجکر ۵۰ منٹ پر سمندر کی تہ میں بیٹھ گیا - ابوکر ۲۵ منٹ میں ہوگ ۵ منٹ میں اور کریسی ۴۵ منٹ میں غرق ہو گیا ؛

جنگ ایسن - ۲۵ ستمبر - جرمن کے میمنہ کو قلب اور لورائن سے مدد پہنچ گئی تھی - ایسن کے شمال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - ہم نے وسط کی طرف پیشقدمی کی - آرگون میں حالت غیر متبدل ہے - میوز کی چوٹیوں پر ہمارا قبضہ ہے - دوپہر کے بعد ہمارے بائیں پہلو پر لڑائی ہوتی رہی ؛

لنڈن ۲۵ ستمبر - بنگال میں جو شورش آجکل جہاز رانی کے بند ہونے سے ہے - اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائمز لکھتا ہے کہ ہندوستانی افسروں کے تدبر پر یہ ایک سخت دھبہ ہے کہ باوجود ریلوے انجینئرنگ کے اسقدر ترقی یافتہ ہونے کے کلکتہ اور رنگون کے درمیان کوئی خشکی کا راستہ موجود نہیں ؛

لنڈن ۲۵ ستمبر - وزیر اعظم نے ایک کمیٹی میں جو فوجی بھرتی کے لئے بنائی گئی ہے کہا کہ پانچ سو والنٹیرز نے اپنے آپ کو اپنے ملک کی عزت کی حفاظت کے لئے پیش کیا ہے - خیر خواہ آئرلینڈ چھوٹی قوموں کی آزادی کی حفاظت میں کیوں پیچھے ہے جتنے بہادر آدمی تھے سب شریک جنگ ہوئے ہیں - اب قوم کے والنٹیرز کو بہت جوش سے بہت جلد لارڈ کچنر کی دوسری فوج میں بھرتی ہونا چاہیئے -

مسٹر ریمنڈ نے کہا - آئرلینڈ کو انگلینڈ کے حریت پسند لوگوں نے خود انتظامی اختیارات تو دیدیئے ہیں اس لئے انگلینڈ کے تمام دوسرے حصص کی طرح آئرلینڈ کو بھی شریک ہونا چاہیئے - اگر برٹش بری اور بحری طاقت کو تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ کر دیا جائے تو آئرلینڈ کی آزادی ۴۸ گھنٹہ میں خاک میں مل جائے

لڑائی کی حالت - پیرس میں حسب ذیل اعلان شائع ہوا ہے ہماری فوج کے میسرہ کی طرف لڑائی برابر جاری ہے سوم وآیس کے درمیان لڑائی نہایت سخت ہے - آیس اور سوان کے درمیان ہم نے خفیف ترقی کی ہے - قلب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - دشمن میوز کے عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن ہماری جارحانہ کارروائی نے جرمن فوج کے بہت بڑے حصہ کو دریا کے پیچھے ہٹا دیا ہے - جنوب کی طرف ہمارے حملوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا - چودہویں جرمن کور آرمی کور بہت بڑا نقصان اُٹھا کر پیچھے ہٹ گئی ہے ؛

ریمز کا گرجا - لنڈن ۲۶ ستمبر - پیرس کی خبر ہے کہ جرمنوں نے جمعرات کے روز پھر ریمز کے گرجا گھر پر گولہ باری کر دی ہے ؛

پریزیڈنٹ فرانس کے گاؤں پر گولہ باری - جرمنوں نے موضع سمپگنی پر گولہ باری کی ہے جو مشرقی فرانس میں پریزیڈنٹ پوان کارے کی ذاتی ملکیت ہے انہوں نے پریزیڈنٹ کے دیگر رشتہ داروں کی جائداد کو بھی تباہ کر دیا ہے ؛

جنگ کے متعلق ہندوستان کی خبریں

جرمنی کا حسنِ سلوک - کولمبو ۲۶ ستمبر - ۳۰۰ جاپانی جرمن سے لنڈن پہنچے وہ بیان کرتے ہیں کہ جرمنوں نے ہمارے ساتھ بہت شرافت اور مہربانی کا برتاؤ کیا ہے

ریمز کا گرجا - کولمبو ۲۶ ستمبر - جرمن اخباروں نے ریمز کے گرجا کی بربادی سنکر ناراضگی ظاہر کی ہے ؛

کولمبو ۲۶ ستمبر - ۸۰ برٹش مصنفوں نے اظہار کیا ہے - کہ جنگ ضرور ہونی چاہیئے پہلے وہ جرمنی کے حامی تھے ؛

نواب نظام حیدر آباد اور جنگ یورپ - حضور نواب نظام حیدر آباد اپنے والد ماجد کی طرح جنہوں نے ۱۸۸۷ء میں ہندوستان کی حدود پر شورش کے وقت سرکار انگریزی کی امداد فرمائی تھی - اب فوج کا ایک دستہ سرکار انگریزی کی مدد کیواسطے پیش کرتے ہیں اور اس کا خرچ جس کا تخمینہ ۶۰ ہزار روپیہ تک ہے برداشت کرنے کا وعدہ دیا ہے ؛

حضور وائسرائے کا شکریہ - حضور وائسرائے نے جواب دیا ہے آپ کا خاندان اور اس ریاست کے حاکم ہمیشہ سے ہی خطروں اور مشکل وقتوں میں سرکار انگریزی کے مددگار رہے ہیں - میں ضرور قیصر ہند کو اس کی بابت اطلاع دونگا اور گورنمنٹ ہند کی طرف سے آپ کی امداد بصد شکریہ قبول کرتا ہوں ؛

افریقہ میں جنگ

۲۴ ستمبر - افریقہ ڈیلی میل کے مضمون سے اطلاع ملی ہے کہ دشمن کے ۱۰۰۰ آدمی نے ہماری فوج کو جو لفٹنٹ ویول کی کمان میں تھی - مقام میرم پروانگا کے نزدیک حملہ کیا لیکن دشمن کو پیچھے ہٹنا پڑا - ہمارے کچھ افریقن سپاہی مارے گئے اور ویلز کی فوج کا لفٹنٹ ویول بھی مارا گیا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۴ء

"تصوف اور احمدیت"

پچھلے نمبر میں۔ میں نے یہ بتایا تھا کہ آجکل جسے تصوف سمجھا جاتا ہے وہ چند بدعات یا مسمریزمی مشقوں کا مجموعہ ہے۔ اور پھر یہ بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ تصوف دراصل کیا ہے۔ اور احمدیت نے اس تصوف کو کہاں تک پھیلایا ہے۔

تصوف میرے نزدیک۔ اخلاص فی الدین کا نام ہے شریعت کے بہت سے احکام ایسے ہیں کہ ایک شخص ظاہری طور پر انکی تعمیل کرکے تعزیر سے بچ سکتا ہے۔ مگر ممکن بلکہ اغلب ہے کہ باطن وہ ان کو ادا نہ کرتا ہو۔ پھر یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے مگر اس کا قلب اسکے عمل کے ساتھ متفق نہیں۔ یا صلوٰۃ وصوم کی اصل غرض کو نظر انداز کرتا ہے۔ تو گویا وہ نماز نہیں پڑھتا روزہ نہیں رکھتا۔ تصوف ان نقصوں کی اصلاح کے لیئے ہے۔ وہ لوگوں کو دینی احکام کے اخلاص وجواب سے ادا کرنے کے لیئے مستعد کرتا ہے۔ اور اس غرض کے پورا ہونے میں مدد دیتا ہے۔ جو احکام شریعت میں مذکور ہیں۔ اور جنپر چلکر انسان اپنی روحانی ترقیات کو پا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر زکوٰۃ کا حکم ہے۔ اگر کوئی شخص سال پورا ہونے پر اپنا مال اپنی بیوی کے نام کر دے تو ظاہری طور پر زکوٰۃ وصول کرنیوالے اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں کرینگے۔ مگر عنداللہ وہ معذور نہیں ہے۔ مقدمات میں کئی ایسی باتیں ہیں۔ کہ انسان کسی حق کے ادا کرنے سے معذور سمجھا جا سکتا ہے اور معاملات میں کئی ایسے امور ہیں کہ انسان اپنے ذمے کے حقوق ساقط کرا سکتا ہے لیکن درحقیقت وہ معذور نہیں سمجھا جائیگا۔ تصوف اس قسم کی دھوکہ بازیوں حیلہ سازیوں کی اصلاح کے لیئے ہے۔ پھر مزید براں۔ اس راہ پر چلنے والا عبادات میں لذت حاصل کریگا۔ گو لذت اصل مقصود نہیں ہے وہ اس غرض کو پائیگا جسکے لیئے اس عبادت کا حکم ہے۔ مثلاً نماز چند ارکان مقررہ ادا کرنے سے تو ہو جاتی ہے۔ لیکن اصل نماز تو وہ ہے جو ینھی عن الفحشاء والمنکر ہو۔ متصوف جب نماز پڑھتا ہے۔ تو روز بروز فحشاء و منکر سے رکتا ہے اور وہ نماز اسکے لیئے معراج ہو جاتی ہے۔ یعنی صوفی ہر روز اپنی روحانی حالت اور دینی اشتیاق میں ترقی کرتا ہے۔ ایسا ہی صیام کی اصل غرض تو تقویٰ ہے۔ اور حرام سے رکنا۔ صوفی جب روزے رکھیگا تو وہ اپنی حالت میں ایک تغیر پائیگا۔ وہ حلال پر قائم اور حرام سے قطعی طور پر رک جائیگا۔ اور کبھی محرمات الٰہیہ کیطرف قدم نہ اٹھائیگا۔ یہ ذوق و شوق کی حالت نہایت ہی قابل رشک حالت ہے۔ اور صحابہ کرام میں پیدا طور پر تھی جو حکم الٰہی کی تعمیل کے شوق میں اپنی جانیں دینے میں بھی ایک لذت پاتے تھے۔ جوں جوں لوگ نبوی فیوضات کی روشنی سے بوجہ اپنی غفلتوں اور زمانہ کے امتداد کے دور ہوتے گئے توں توں یہ ذوق و شوق کم ہوتا گیا۔ اور گروہ صوفیاء نے اسی حالت کو پیدا کرنے کے لیئے ہاتھ پیر مارنے شروع کیئے۔ اور اس حالت اضطراب میں بعض باتیں ان سے ایسی بھی سرزد ہو گئیں۔ جو شریعت غرا کے ماتحت نہ بھی جا سکیں۔ یا یوں ہوا۔ کہ اعلام الٰہی سے موجودہ ضروریات و حالات کے مناسب انہوں نے کوئی ایسا طریق نکال لیا جس سے وہ حالت ذوق و شوق عود کر سکے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ایک بزرگ کا ذکر آیا کہ وہ اپنے مریدوں کو ایک حلقہ میں بٹھا لیتے اور پھر وہ سب ذکر اللہ کرتے ہوئے ایک دوسرے پر چھریاں چلاتے تاکہ حالت درد پیدا ہو۔ اور روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرے۔ تو حضور نے فرمایا یہ بطور علاج الوقت تھا۔ اور ہمیشہ کے لیئے ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح اگلے مشائخ کے بعض طریقوں کی نسبت جب آپ سے سوال کیا گیا تو آپنے یہی فرمایا تلک امۃ قد خلت لھا ماکسبت علیھا ما اکتسبت۔ انکا معاملہ خدا کے سپرد کرو۔ خدا نے جس راہ پر مجھے چلایا ہے وہ وہی ہے جسپر صحابہ کرام تھے۔ پس بعض صوفیاء اپنے وظائف یا مراقبات کی سند میں جو یہ پیش کرتے ہیں کہ فلاں صاحب جو اتنے بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے کیوں ایسا طریق رائج کیا۔ تو اول تو یہ ثابت کرنا ہی مشکل ہے کہ جس طریق پر اس مسلمہ بزرگ نے چلایا اسی پر اب موجودہ سلسلہ قائم ہے۔ دوم علاج الوقت کے طور پر اضطراری حالتمیں اگر کسی نے کوئی کام کیا۔ یا اپنی نیک نیتی کسی باطنی اصلاح کے لیئے اس نے اپنے یا اپنے خاص مریدوں پر کوئی قید لگا دی تو وہ دوسروں کیلیئے بطور سند نہیں ہو سکتی۔ حاذق طبیب ایک مریض کے لیئے نسخہ تجویز کرتا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اب ایک اور شخص اپنے آپ کو ویسا ہی مریض خیال کرکے بلا سوچے سمجھے وہی نسخہ استعمال کرنا شروع کر دے تو اغلب ہے کہ وہ اس سے نقصان اٹھائے۔ پس اصل طریق حصول الی اللہ کا وہی ہے جو کتاب و سنت میں موجود ہے اور جسپر صحابہ چلائے گئے۔ فیج اعوج کے زمانہ میں اگر کسی نے اضطراری طور پر ہاتھ پاؤں مارے تو وہ ایک حد تک معذور ہے۔ مگر اب کہ نبیوں کا چاند ہدایت کے سمت الرؤس پر طلوع کر چکا ہے۔ کوئی شخص اندھیرے کے عذر سے اور ادھر ہاتھ پاؤں مارنے کا مجاز نہیں بلکہ ضرور ہے کہ وہ اس روشنی میں جو نور السموات والارض کی طرف سے نازل ہوئی۔ صراط مستقیم پر چلے۔ اب خیالی پلاؤ پکانے کا زمانہ نہیں۔ کہ زانوؤں میں سر دیکر انسان کہیں کا کہیں چلا جائے اور ایک تودہ ریگ بنجائے اور پھر ہر ذرہ سے لا الہ الا اللہ کی آواز سنکر یہ سمجھے کہ میں ولی اللہ ہو گیا ہوں اب تو عملی طور پر کام کرنیکا زمانہ ہے تمہارا فنا فی اللہ ہونا یہ نہیں۔ کہ تم جب مراقبہ میں بیٹھو تو اپنے تئیں ایسا پاؤ بلکہ حق و حکمت لیکر گھر سے باہر نکلو اور لوگوں کو ہدایت کی بات سناؤ۔ اور مخلوق کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ کہ وہ تمھیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یا تمھاری کسی دنیاوی آمدنی میں خلل انداز ہونگے۔ بلکہ جو بات خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اسے پہنچاؤ اور اسپر عمل کرانے کی کوشش کرو یہی تمھارا سیر فی اللہ ہے اور یہی سیر الی اللہ۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کا مراقبہ یوں نہیں کہ چادر سے تازہ ہوا کی آمد و رفت بند کرکے بیٹھ جاؤ

اور اپنے شیخ کا تصور کرتے ہوئے اسے اللہ کی صورت پر دیکھنے کی کوشش کرو۔ بلکہ تم دنیا کے کام کرو۔ اور ہر حرکت و سکون و قول و فعل میں اس یقین کے ساتھ رہو۔ کہ اللہ شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ اس پر مراقبہ یہ ہے کہ کوئی حرکت خلاف حکم الٰہی یا حکم رسول تم سے سرزد نہ ہو کیونکہ جب ایک انسان کو اپنے ساتھ دیکھکر تم کوئی ناجائز کام کرنیکی جرأت نہیں کرسکتے تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس مالک الملک قادر و توانا عالم و بینا خلاق زمین و آسمان کو اقرب من حبل الورید جانکر اسکے منشا کے خلاف کوئی کام کرو۔ اسی طرح اپنے نفس کو ملامت سے درست بنانے کا یہ طریق نہیں کہ تم اباحتی زندگی بسر کرنے لگو۔ اور رمضان شریف میں لوگوں کے سامنے بغیر عذر شرعی کھانا کھاؤ اور جب کوئی ملامت کرے تو اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہو۔ دیکھا؟ یہی تمہارا علاج ہے یہ دراصل تمہارے نفس کی ایک شرارت ہے اور شیطان کا دھوکہ۔ کیونکہ اس طریق سے نفس (اپنی) غذا پا رہا ہے۔ اور خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ ملامت کا طریق وہی ہے جو میرے مرشد و مہدی حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا گھر سے تبلیغ کیلئے نکلو۔ لوگوں کو اسلام کی خبر دو اپنے سلسلہ کی بات سناؤ۔ اور پھر گالیاں کھاؤ اور انہیں دعائیں دو وہ تمہیں ماریں اور تم انکی ہدایت کے لیئے التجائیں کرو۔ یہ طریق ہے نفس کو درست کرنیکا اور یہ ہے رستہ اپنی روحانی ترقی کا۔ اسی طرح تم جو قسم قسم کے وظائف پڑھتے ہو۔ یہ از قسم بدعت ہیں اور عملی طور پر قرآن مجید کو ناقص سمجھنا ہے۔ ایک پُر بہار گلزار جسمیں ہر قسم کے پھول و پھل مہیا ہوں اسے چھوڑ کر کسی ڈھاک کے درخت کے نیچے بیٹھنے والا پاگل ہے۔ حزب البحر اور دلائل الخیرات اور درود کبریت احمر کی کیا ضرورت ہے جبکہ تمہارے پاس قرآن مجید ہی موجود ہے اور اس میں سب باتیں ہیں۔ پھر اور ایسے وظائف جن کا سر ہے نہ پیر بلکہ شرکیہ کلمات اسمیں موجود ہیں انکو پڑھنا اور پڑھ کر ثواب کی امید فضول ہے۔ جو حالت تم قوالی سنکر اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو۔ وہ تو نماز اور قرآن ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ راگ سے دراصل تمہارا نفس خوش ہوتا ہے مگر تم سمجھتے ہو کہ روح لذت پا رہی ہے اور قلب میں تحریک ہوتی ہے یہ طریق ٹھیک نہیں اگر تم سچے صوفی بننا چاہتے ہو۔ تو آؤ احمدؑ کے نام پر بیعت کرو۔ تاان تمام مزخرفات سے چھوٹ جاؤ۔ اور تمہیں وہ جام پلایا جائے جو عرب کے امیوں کو پلایا گیا اگر تم وہ نظارے دیکھنا چاہتے ہو جو حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے دیکھے۔ تو ابن محمد ثانی کے قدموں میں گر جاؤ کہ انہی قدموں کے نیچے وہ جنت رکھی ہے جو ابدالآباد تک قسم قسم کی نعمتوں کے ساتھ رہنے والی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ان باتوں کو سنیں۔ اور گلستان احمد سے گلہائے معرفت چنیں +

کیمونی کیٹڈ

احمدی کون ہیں؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

خدا نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں اسکے پیروؤں اور اُسپر عمل کرنیوالوں کا نام مسلم یا فرمانبردار رکھا ہے۔ اور اس سے بڑھکر انسانی سوسائیٹی کیلیئے جامع اور مانع اور کوئی لفظ نہیں مل سکتا۔ جو اصل مذہب فطرت کو ظاہر کرتا ہو۔ کیونکہ مذہب کا مدعا یہی ہے۔ کہ الٰہی قوانین اور احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اور فطرتی قوٰی کے مطابق افعال سرزد ہوں۔ پس جس شخص میں فرمانبرداری کے اوصاف پائے جائیں گے۔ اور حواس خمسہ اُس کے مسلم ہونیکی شہادت دیں گے۔ وہ الٰہی منشاء اور ارادہ کا پورا کرنے والا یا مسلم ہوگا۔ اور جس میں یہ اوصاف نہیں پائے جائیں گے۔ وہ فرمانبردار نہیں ہوگا۔ بلکہ منکر ہوگا۔ چاہے وہ اپنے انکار کو زبان سے ظاہر کرتا ہو۔ یا اُسکے اعمال و افعال اُسکے انکار کی شہادت دیتے ہوں۔

انسان میں یہ طاقت بھی ہے۔ کہ وہ اپنے ذاتی علم سے یہ دریافت کرے۔ کہ کونسے ارادی افعال ہیں جو اُس کی نجات کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور کون سے اُسکی ہلاکت اور شقاوت کا باعث بن سکتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے تمام قوٰی جنکے ذریعہ سے وہ کسی امر کو دریافت کرسکتا ہے۔ کسی محدود نے ایک حد کے اندر رکھدیئے ہیں اور اُس حد سے باہر وہ کچھ دریافت نہیں کرسکتے۔ پس ضروری ہے۔ کہ کوئی اعلیٰ طاقت ہم پر منکشف کردے۔ کہ کونسے اعمال صالحہ ہو سکتے ہیں۔ جو ہماری نجات کا موجب ہوں۔ ابتداء آفرینش عالم سے لیکر اب تک جو طریق برتر ہستی نے اعمال صالحہ کے دریافت کرنے کے لیئے جاری کیا ہے۔ وہی ایک طریق ہے۔ جو ہم کو منزل مقصود پر پہنچا سکتا ہے۔ وہ طریق یہ ہے۔ کہ وحی کے ذریعہ سے ایک کامل الفطرت انسان کو بتایا جاتا ہے۔ کہ فلاں قسم کے اعمال صالحہ ہیں۔ اور فلاں قسم کے صالحہ نہیں۔ اُس کامل الفطرت انسان کو نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اُس کی سنیں۔ اور اُس کی تعلیم کے مطابق کاربند ہوں۔ تمام انبیاءؑ کی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے گویا ایک ہی وجود مختلف زبانوں مختلف زمانوں اور مختلف ممالک میں ظہور کرتا رہتا ہے۔ سب سے آخری نبیؐ کی اُمت صحیح طور پر اعمال صالحہ کو دریافت کرنیوالی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہی پہلی صداقتوں کی وارث ہوتی ہے۔ اور وہی موجودہ برکات کا مظہر ہوتی ہے۔ اسلیئے اُسی جماعت میں ایسے آدمی ملیں گے۔ جو قانون قدرت پر چلنے والے یا فرمانبردار یا مسلم ہونگے۔ اور باقیوں میں ایسے آدمی نہیں ملیں گے کیونکہ اُن کے پاس اعمال صالحہ کے دریافت کرنے کے ذرائع نہیں ہے۔ اور اگر کسی قدر ہوتے بھی ہیں۔ تو وہ انکو صحیح طور پر استعمال میں نہیں لاسکتے۔ یا یوں کہو۔ کہ وہ دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے کہ انکے واسطے کھولا جائے۔ بلکہ پچھواڑے سے داخل ہونا چاہتے اور "واتوا البیوت من ابوابھا" کے خلاف کرتے ہیں۔

احمدی قوم آخری اُمت ہے۔ جو امن اور سلامتی کے شہزادہ جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کی متبع ہے حضرت ممدوح الشان نے بذریعہ الہام کے بتادیا۔ کہ "الخیر کلہ فی القرآن" (ہر ایک قسم کی فلاح اور بہبود قرآن مجید میں موجود ہے) اور نیز یہ حکم دے دیا۔ کہ قرآن کی حکومت کا جوا بکلی اپنے اوپر رکھ لو۔ پس جو اطاعت گذار ہیں۔ اور

احمدی قوم اور حج بیت اللہ

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۴ء میں ملاّ محمد بخش لاہوری کا ایک مضمون بعنوان "کیا احمدیوں کیلئے حج بیت اللہ جائز ہے" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے لکھے جانے کی محرک نویسندہ کے بیان کے مطابق وہ خبر ہے۔ جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحب کے حج بیت اللہ کرنے کی نسبت پیسہ اخبار مورخہ ۱۸ ستمبر میں شائع کرائی تھی۔ ملاّ محمد بخش اپنی عادات اور خیالات کے لحاظ سے قطعاً اس قابل نہیں ہے۔ کہ ہم اسکے کسی مضمون کی طرف توجہ کریں۔ لیکن چونکہ پیسہ اخبار جسمیں اس کا مضمون چھپا ہے۔ ہندوستان میں اچھی اشاعت رکھنے والا پرچہ ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ اسکے ذریعے سے وہ افترا جو ملاّ محمد بخش نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے سلسلہ پر کیئے ہیں لوگوں میں شائع ہو کر انکے بدظن کرنے کے باعث ہوں۔ اور تلاش حق کرنیوالوں کے سدّ راہ ہو کر انکی رکاوٹ کا موجب ہوں۔ اسلیئے ہم ان اعتراضات کا جو پیسہ اخبار کے اس مضمون میں سلسلہ احمدیہ پر کیئے گئے ہیں جواب دیتے ہیں۔ اور ہمارا مخاطب ملاّ محمد بخش نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ہیں جن تک مذکورہ بالا مضمون پہنچ چکا ہے۔

ہمیں نہیں معلوم۔ کہ خواجہ صاحب نے حج کیوں کیا۔ انکی نیت سے خدائے تعالیٰ واقف ہے۔ اور ہمیں خواجہ صاحب اور اُن کے رفقاء سے جو اختلاف ہے۔ وہ بھی کوئی مخفی بات نہیں لیکن: ہم کسی صورت میں بھی کسی انسان کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ کی بدنامی کے لیئے کسی قسم کی دروغ بیانی اور افترا پردازی سے کام لے۔ اور ہم کبھی کسی مخالف کی بات کو جو خواہ کسی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہو برداشت کرنیکے لیئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ہر وقت اس کا دندان شکن جواب دینے پر آمادہ ہیں۔

ملاّ محمد بخش کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب جو حج کو جاتے ہیں۔ تو آیا وہ مرزائی شریعت کے مطابق حج بیت اللہ کریں گے۔ یا کسی اور شریعت کے مطابق۔ اور مرزا صاحب نے قادیان کو مکہ اور مدینہ کہا اور لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مکہ میں چونکہ بت پرستی کفر اور شرک ہے اسلیئے وہاں حج کے لیئے جانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں قادیان کو دارالامان کہا ہے۔ اور اُس کا نام مکہ اور مدینہ رکھا ہے اور قرآن کے نصف کے قریب دائیں صفحہ پر انا انزلنہ قریبًا من القادیان لکھا ہے۔ اور پھر خود بھی مرزا صاحب کبھی حج کو نہیں گئے۔ اور اپنے نہ جانے کی یہ وجہ بتلاتے ہیں۔ کہ میں اسلیئے نہیں جاتا کہ وہاں کے درندے اور وحشی مولوی مجھے مروا دینگے۔ کیونکہ میرا دعویٰ دعوائے نبوّت ہے۔ نیز مجھے حج پر جانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے میرے گاؤں قادیان کو مکہ اور مدینہ کے نام سے پکارا ہے۔ یہ ہے ملاّ مذکور کے مضمون کا ماحصل جو ہم نے اپنے الفاظ میں درج کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب کے متعلق جو اعتراضات ہیں۔ انکے جواب دینے اور ڈیفنس کرنیکی نہ ہمیں ضرورت ہے اور نہ کسی اور کو۔ کیونکہ نہ تو ہم ان اعتراضات کے جواب دینے کے ذمہ دار ہیں۔ اور نہ ہی وہ اعتراض اس قابل ہیں۔ کہ کوئی شخص انکے جواب دینے کی ضرورت سمجھے۔ کیونکہ ان کی بنیاد صرف تخیلات اور آئندہ واقعات کی قبل از وقت بحث پر مبنی ہے۔ باقی سلسلہ کے متعلق جو ملاّ محمد بخش نے لکھا ہے۔ وہ صریح جھوٹ یا فریب دہی ہے ہم گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اور ببانگ بلند اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر ہم آپ کو کسی جدید شریعت کے لانیوالا نبی اور رسول نہیں کہتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام شریعتیں ختم ہو گئی ہیں۔ اور قیامت تک کوئی نئی شریعت نہ آئیگی۔ قرآن شریف کے بعد اور کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ ہم اپنی تمام عبادتیں اور شریعت کے احکام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بجا لاتے ہیں۔ ہماری نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے۔ حج اور شریعت کے بڑے سے لیکر چھوٹے تک سب حکموں کی تعمیل قرآن شریف۔ اور احادیث صحیحہ کے بیان کردہ طریق کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکہ اور مدینہ قادیان کو کہا اور لکھا ہے۔ تو انہیں حرج ہی کیا ہے۔ اس کہنے کے سبب حج بیت اللہ کی فرضیت میں تو کوئی فرق نہیں آ سکتا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ ثانی تھے۔ مگر اس سے یہ مطلب نہیں لیا جاتا کہ پہلے موسیٰ کا سرے سے انکار ہی کر دیا جاتا ہے۔ کہ کوئی اس نام کا نبی ہوا ہی نہیں۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوح تھے۔ تو اس وجہ سے پہلے نوح کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاءؑ کے جامع تھے۔ مگر اس سے پہلے تمام انبیاءؑ کا انکار مراد نہیں لیا جا سکتا۔ اسی طرح قادیان کو مکہ اور مدینہ کہنے سے پہلے مکہ اور مدینہ کی خصوصیات میں فرق نہیں آ سکتا کیونکہ قادیان مثیل مکہ اور مدینہ ہے۔ نہ کہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ قادیان ہی مکہ ہے اور اسی میں بیت اللہ ہے اور حج بیت اللہ ترک کر دیا جاسکے۔ قرآن شریف کے نصف کے قریب دائیں صفحہ پر انا انزلنہ قریبًا من القادیان کا لکھا ہونا ایک رؤیا کی بات ہے۔ اسلیئے اس رؤیا کے وہ معنی کرنے جو الفاظ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ کوڑ مغزی اور دینی علوم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ رؤیا کے اصل الفاظ کو مد نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ اسکی تاویل ہوا کرتی ہے۔ کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کڑے ہیں۔ اور میں نے انکو پھونک مار کر اڑا دیا ہے۔ تو آپنے یہ تعبیر نہیں فرمائی تھی۔ کہ اس سے دو کذّاب مراد ہیں۔ اب اگر اس رؤیا پر کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ آپکے ہاتھوں میں کڑے نہیں دیکھے گئے۔ اور نہ آپنے کبھی کڑے پہنے ہیں۔ اسلیئے یہ رؤیا ٹھیک نہیں ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ یا اگر کوئی یہ کہدے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرح کڑے پہنا کرتے تھے۔ تو وہ مفتری ہے۔ کیونکہ آپنے کبھی ایسا نہیں کیا۔ رؤیا اور خواب کی ہمیشہ تعبیر ہوتی ہے۔ فرعون مصر نے دیکھا تھا۔ کہ سات پتلی گائیوں نے سات موٹی گائیوں کو کھا لیا۔ تو کیا واقعہ میں ایسا ہی نظارہ مصر میں ہوا تھا۔ یا سات بالیں سبز اور سات خشک جو اس نے دیکھی تھیں تو کیا انہی معنوں میں انکا ظہور ہوا تھا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی تعبیر تا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی قید سے مخلصی کا ذریعہ ہوا تھا۔ اور خدائے تعالیٰ نے کذالک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ من تاویل الاحادیث انکی نسبت فرمایا ہے۔ اگر آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آجتک خوابوں کی تعبیر ہوتی چلی آئی ہے۔ اور ضرور ہوتی چلی آئی ہے تو کیا غیر احمدیوں کے مقابلہ میں خواب کو اصل معنوں میں لینا کسی صورت میں بھی جائز اور درست ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر کسی کی آنکھوں پر ان برگزیدہ خدا کے بغض و عناد کی پٹی باندھی ہوئی ہو - اور اس کے دل پر تعصب اور جہل کا پردہ پڑا ہوا ہو تو وہ سمجھنے اور دیکھنے سے معذور ہے - اس وقت مسلمان مولویوں کی جو حالت ہے اور وہ بھی ہندوستان جیسے ملک میں جہاں گورنمنٹ انگلشیہ کے عدل و انصاف کے باعث سے ڈر کر انہیں بہت کچھ پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے اُسے دیکھ کر اور اندازہ لگا کر اگر ان کے مولویوں کو درندے اور وحشی سمجھا بھی جائے تو اس میں حرج ہی کونسا ہے - حضرت مسیح موعود کے مقابلہ پر دہلی اور امرتسر میں ملا محمد بخش کے بھائی مولویوں اور لاہور میں خود ملا اور اسکے ساتھیوں نے جس شرافت اور تہذیب کا نمونہ دکھایا تھا ہندوستان کی رذیل ترین اقوام میں اس سے بہتر اور عمدہ اخلاق موجود ہیں - ان افعال اور کردار کو دیکھنے کے بعد ہم کسی صورت میں بھی ایسے مولویوں کو ان الفاظ سے بہتر الفاظ میں یاد نہیں کر سکتے - جن میں حضرت مسیح موعود نے نہیں کیا ہے - حضرت مسیح موعود کا کام لوگوں کو راہ راست پر لانا اور کفر و بدعت سے جنگ کرنا تھا - آپ کو جتنا بھی وقت ملا - اور جب تک خدا تعالیٰ کو منظور تھا آپنے کفر کو مٹانے کے لئے اپنے اوقات کو صرف کر دیا - اور اسی مجاہدہ میں آپ رات اور دن کو ایک ہی سمجھتے رہے انہی خیالات میں آپ سوتے اور انہیں تدابیر کو لئے ہوئے آپ جاگتے تھے - چلتے - پھرتے - اٹھتے بیٹھتے - کھاتے - پیتے - غرضیکہ ہر وقت اور ہر گھڑی آپ اسی کام میں مشغول رہتے تھے - اور یہ اتنا بڑا جہاد تھا کہ موجودہ زمانہ میں اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہو سکتا جہاد کرنیوالا انسان اسبات پر مجبور نہیں ہے کہ وہ جہاد کو چھوڑ کر حج کے لئے چلا جائے تو اتنے بڑے اور عظیم الشان جہاد کو سرانجام دینے والا کیونکر جہاد سے منہ موڑ کر حج کو جا سکتا ہے - اور خصوصاً جبکہ مکہ کی حالت ایسی خطرناک ہو جیسی کہ ان دنوں پائی جاتی ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرہ کے ایام میں حج نہیں کیا تھا - اور جب تک مکہ فتح ہو کر اس پر مسلمانوں کا تسلط نہیں ہو گیا آپ حج کے لئے تشریف نہیں لائے - ایک دفعہ عمرہ کے لئے تشریف لائے تھے مگر روک دئے گئے تھے - اور صلح اور امن کا اطمینان کر کے داخل ہو سکتے - قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے - فاذا امنتم - یعنی امن میں حج کرو اور اگر امن نہ ہو تو حج کے لئے نہ جاؤ - اگر ان واقعات اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ آسانیوں کے ماتحت حضرت مسیح موعود حج بیت اللہ کو تشریف نہیں لیجا سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی احمدی بھی حج کے لئے نہیں جاتا - خدا کے فضل سے کئی احمدی جو ایسی شہرت نہیں رکھتے کہ راستہ یا مکہ میں انکو مصائب اور آلام کا سامنا ہو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حج کو جاتے رہے ہیں اور اب بھی ہر سال کئی اصحاب جاتے ہیں ۱۹۱۲ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ موقت نے حج بیت اللہ فرمایا اور حضرت مسیح موعود کا الہام مسیح العرب آپکے ذریعہ پورا ہوا ٭

ہم ان دشمنان سلسلہ حقہ کو جو ہمیشہ بے سروپا الزام گھڑتے اور افترا پردازی کرتے رہتے ہیں - یقین دلاتے ہیں کہ آسمان پر تھوکنے والا دراصل اپنے ہی منہ پر تھوکتا ہے - اور اب تک انکو اسبات کا اچھی طرح تجربہ بھی ہو چکا ہے اسلئے بہتر ہے کہ آئندہ اس قسم کی دروغ بیانی کے مرتکب نہ ہوا کریں ٭

باب التنقید

اسکندریہ کا کتبخانہ کب اور کس نے جلایا؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

زمانہ حال کے بعض مورخ جو زمانہ قدیم کی تاریخ لکھنے میں شاید مشرق کے کل علم ادب کو بیہودہ بکواس اور پراگندہ کہدینگے - لیکن جیسا کہ ایک ہوشیار مصنف لکھتا ہے وہ انہا نفرت کی ایسی غیر عاقلانہ روش صرف خطرناک غلطیوں کے پیدا کرنے کا ہی موجب ہو سکتی ہے - سچائی جہاں بھی مل سکے اس کی تلاش کرنی چاہیئے - اور ایک پوری طرح ثابت شدہ واقعہ اگر ایک ایرانی ایک عرب یا چینی بھی بیان کرے اور اس سے ایک غیر ممکن واقعہ کی تردید ہوتی ہو تو اسے قبول کر لینا چاہیئے خواہ وہ غیر ممکن واقعہ یونان یا روم کی بہترین فصاحت کے ساتھ کیوں نہ بیان کیا گیا ہو ٭

مقدونیہ کے بادشاہ فلپ کے بیٹے سکندر اعظم نے ۳۳۲ سال قبل مسیح مصر اور ٹائر کو فتح کر کے اس فتح کی یادگار میں جبیرا سے ایک نہایت سخت حملہ کے بعد فتح حاصل ہوئی تھی اسکندریہ کا شہر دریائے نیل کے دہانے پر تعمیر کیا اور ٹائر کی تجارت جو اس وقت تک تجارت کا مرکز تھا اسکندریہ کو تبدیل کر دی - کیونکہ یہ مقام شرقی اور غربی دنیا کے درمیان آمد و رفت اور راہ و رابطہ پیدا کرنے کے لئے بہت موزون تھا - اگرچہ سکندر کی فتوحات بہت دیرپا نہ تھیں - کیونکہ وہ عظیم الشان سلطنت جس کو اس نے قائم کیا تھا اس کی وفات کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی لیکن یونانی تہذیب کے مرکز جنہیں اس نے نوآبادیوں کی شکل میں قائم کیا تھا اسکے بعد بھی بہت عرصہ تک برسر عروج رہے اور اپنا نشان مفتوح ممالک کی تاریخ میں چھوڑ گئے ٭

جس ملک کو سب سے زیادہ فائدہ پہونچا وہ مصر تھا اور خصوصاً سکندریہ کو - کیونکہ اس نام کا صرف یہی ایک شہر تھا جسے اس عظیم الشان فاتح نے اپنی فتوحات کی یادگار میں آباد کیا تھا یہ شہر رفتہ رفتہ بہت اہمیت پا گیا اور آخر دار الخلافہ بنگیا یہ شہر جیسا کہ اس کے بانی شہنشاہ کا منشا تھا بہت جلد علوم و فنون - تجارت اور صنعت و حرفت کا مرکز ہو جغرافیہ - مختلف انسانی نسلوں کی تاریخ - عملی سائنس - علم ریاضی - فن کاریگری اور علم الحیوانات (ان علوم کو ترقی دینے کے لئے سکندر نے سخت محنت برداشت کی تھی اور یہ خواہش غالباً اُسے ارسطو کی تعلیم سے پیدا ہوئی تھی جس کا وہ شاگرد تھا) نے وہاں بہت ترقی کی - ملکی تسخیر کے جھگڑوں میں جو اس فاتح کی وفات کے بعد پیدا ہو گئے - اس کا مشہور جرنیل ٹولیمی (جو لیگن الملقب بہ سوٹر کا بیٹا تھا) ۳۲۳ قبل مسیح مصر پر قابض ہو گیا اُس نے حکومت مصر کے بری اور بحری صیغوں کو بہت ترقی دی - اسکندریہ اس کے عہد میں شرقی اور غربی دنیا کی تہذیب اور تربیت کا بڑا بھاری مرکز بنگیا - ٹولیمی بھی اپنے شاہی آقا کی طرح ارسطو کا ہی شاگرد تھا اور جو علمی مذاق اس سے ظاہر ہوا وہ اس فلاسفر کا ہی پیدا کیا ہوا تھا - اِس کا مشہور و معروف کام عجائب گھر کی تعمیر تھا جمیں اسکندریہ کی لائبریری فلاسفروں - شاعروں اور عالموں فاضلوں کے مکانات شامل تھے -

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جمعہ

جو سیّدنا و مولانا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ۲۵ ستمبر ۱۹۱۴ء کو دیا

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝

دنیا کی بڑی بڑی مصیبتوں میں سے ایک نفاق کی مصیبت بھی ہے۔ منافق انسان کا حملہ بہت خطرناک حملہ ہوتا ہے سامنے سے حملہ کرنے والا انسان خواہ کیسا ہی بہادر۔ دلیر اور طاقتور کیوں نہ ہو۔ اور جس پر حملہ کیا گیا ہو وہ خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو۔ لیکن پھر بھی وہ ضرور کچھ نہ کچھ مقابلہ کرتا ہے۔ لیکن منافق انسان جو پوشیدہ اور خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے۔ دوست بنکر دشمنی کرتا ہے۔ ساتھ دے کر عداوت کا ثبوت دیتا ہے اور محبت جتا کر تکلیف اور دکھ پہنچاتا ہے۔ اس کا حملہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ کوئی کتنا ہی بڑا پہلوان کتنا ہی مضبوط نوجوان اور کتنا ہی دانا ہو لیکن اگر وہ کوئیں پر جھانکنے لگے تو ایک چھوٹا بچہ بھی اُسے اچانک دھکا دیکر کوئیں میں گرا سکتا ہے۔ بڑے بڑے جرنیل اور سپہ سالار جن کی شکل دیکھ کر دشمنوں کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور وہ کانپنے لگتے ہیں۔ انکو بہت چھوٹے چھوٹے اور مریل انسان منافقانہ رنگ میں قتل کر دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت کے زمانہ میں کس قدر رعب اور جلال تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ نام سنکر کانپ جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک رومی بادشاہ نے سفیر کو آپ کی طرف بھیجا۔ تو اس نے آکر کسی مسلمان سے پوچھا کہ بادشاہ کا کونسا محل ہے اس نے کہا کونسا بادشاہ ہمارا تو کوئی بادشاہ نہیں۔ سفیر نے کہا کہ عمر (رضہ) تو اس نے کہا کہ وہ خلیفہ۔ اس کا محل کیا ہونا ہے۔ مسجد میں جاکر دیکھو لیٹے ہوئے ہونگے۔ وہ وہاں گیا تو پتہ لگا کہ باہر گئے ہوئے ہیں وہ بھی وہیں پہنچا۔ اور جاکر دیکھا کہ زمین پر چادر بچھائے لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے خیال میں بڑا عظیم الشان نقشہ جمایا ہوا ہوگا کہ وہ عمرؓ جس نے سارے یورپ اور سارے ایشیا کے ساتھ جنگ شروع کی ہوئی ہے وہ بڑے عالی شان محلوں میں رہتا ہوگا۔ اس کا دربار بڑی شان و شوکت کے ساتھ لگتا ہوگا لیکن وہ زمین پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیٹا ہوا دیکھ کر ایسا مبہوت ہوا کہ بول ہی نہیں سکتا تھا۔ آپنے اس کو فرمایا کہ کہو بات کیا ہے ڈرو نہیں اور اپنا مطلب بیان کرو تو آپ کا اس قدر رعب تھا کہ لوگوں کی زبان بھی بند ہو جاتی تھی لیکن ایک خبیث انسان نے جو کہ نہ کوئی بڑا بہادر تھا اور نہ ہی دلیر۔ نہ وہ عقلمند اور مدبّر تھا۔ اور نہ کوئی مشہور و معروف سردار۔ صبح کی نماز پڑھنے کے لئے نکلتے وقت آپ کو چھری سے مار دیا۔ روم کا قیصر اور ایران کا کسریٰ جو کام نہ کر سکے وہ ایک نہایت پاجی اور خبیث انسان نے منافقت سے کر دیا۔ لاکھوں فوجیں آپ پر چڑھ کر آئیں۔ اور دشمنوں نے آپکی جان لینے کے واسطے بڑا زور مارا لیکن کچھ نہ کر سکے اور وار چلا یا تو ایک حقیر اور غیر معروف انسان نے جس کی کوئی طاقت اور حقیقت نہ تھی وہ صرف نفاق کی وجہ سے کامیاب ہو گیا تو بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ لیکن نفاق کا علاج انکے پاس بھی نہ تھا وہ انسان جو میدان جنگ میں موت کی ذرا پروا نہیں کرتا اور بہادرانہ اپنی تلوار چلاتا ہے۔ اس کو اگر کوئی دہوکہ سے زہر دیدے تو اس کا وہ کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ منافق کا حملہ بہت خطرناک ہوتا ہے وہ اندر ہی اندر اور خفیہ طور پر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں اگر بادشاہ کو اپنے دشمن کا علم ہو تو وہ اپنے ساتھ فوج رکھیگا۔ اور ہر وقت چوکس رہیگا لیکن اگر وزیر ہی اس کی جان کا پیاسا ہو تو اس کا وہ کوئی علاج نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ اس کی دوستی نے اس کے نفاق پر پردہ ڈالا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ منافق کا حملہ بہت سخت ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں اسی وجہ سے منافق کو بہت بُرا کہا گیا ہے۔ ایک طرف نفاق کے نقصان کی اہمیت کو دیکھ کر کہ ایک رذیل سے رذیل انسان بڑے بڑے بہادروں اور جانبازوں کی جان لے سکتا ہے۔ اور ادہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاں ہزاروں جانیں نثار کرنیوالے تھے وہاں ایسے لوگ بھی پاکر جو صرف اسبات کے منتظر رہتے تھے کہ موقعہ ملے تو حملہ کریں اور پھر آپ ان کو علیحدگی میں بھی بات چیت کرنے کا موقعہ دیتے تھے تو ان باتوں کو اور آپکے دعوے کی نوعیت کو دیکھ کر آپکے صحیح و سلامت رہنے سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کا کسقدر دشمنوں پر رعب اور غلبہ تھا۔ بادشاہت اور حکومت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شوکت کہاں تھی جو حضرت عمرؓ کی تھی۔ مگر انپر باوجود اتنے رعب کے بھی چھری چلا ہی دیگئی۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ کتنا بڑا جتھا منافقین کا آپکے ارد گرد رہتا تھا مگر ان کی بات کرتے ہوئے بھی جان نکلتی تھی وہ اکیلے اور تنہا آپ سے ملتے تھے مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ اُٹھانے کی جرأت کر سکے وہ سب آپ کی نظر اُٹھاتے سے ہی بھاگ پڑتے تھے یہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت تھی جو کہ آپ کی زندگی میں نظر آتی ہے ورنہ جو خبیث انسان حضرت عمرؓ کو قتل کرنے میں کامیاب ہوا وہ آسانی سے آپ پر حملہ کرنے کا مرتکب ہو سکتا تھا ٭

یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے۔ اسمیں منافقوں کا ذکر ہے۔ منافق لوگوں کے دلوں میں اتنا ڈر ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے خادم ہیں۔ ہم اپنی جان اور مال سے تمہاری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جب جُدا ہوتے ہیں تو آپس میں کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے زیادہ کھول کر باتیں نہ کیا کرو پھر وہ ہمیں تکلیف دینگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم ان کی تمام باتوں کو جانتے ہیں جو کہ چھپاتے ہیں یا جن کا اظہار کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں بھی منافقوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا جو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سے جُدا کر دیا ہے پچھلے دنوں میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ایک بڑا عظیم الشان مکان ہے جس میں کچھ سوراخ ہیں۔ اور اس کی چھت میں دو تین کڑیوں کی جگہ خالی ہے مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ خالی جگہ نہیں بلکہ یہاں کے منافق ہیں۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں کچھ لوگوں کو نکال دیا۔ پانچ چھ دن ہوئے کہ رؤیا میں مجھے ایک اور شخص دکھایا گیا ہے۔ ایک مکان میں میں تہجد کی نماز

پڑھ رہا ہوں - میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا - کہ کوئی شخص چوری کے ارادے سے اس مکان میں داخل ہوا ہے میں اس خیال سے کہ وہ کوئی چیز نہ چرا لے - جلدی نماز ختم کرکے اس کی طرف بڑھا تو وہ بغیر کوئی چیز اُٹھانے کے بھاگ گیا - اُس وقت اس نے چوروں کیطرح تمام کپڑے اُتار کر صرف لنگوٹی باندھی ہوئی تھی - میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ منافق ہے جو کہ نقصان پہنچانا چاہتا ہے - لیکن پہنچا نہیں سکیگا تو منافق خفیہ خفیہ اپنی کارروائی میں لگے رہتے ہیں اور وہ خود بھی بڑی مشکلات میں ہوتے ہیں - کیونکہ انہیں دونوں طرف کو خوش رکھنا پڑتا ہے - اسلئے وہ ایک طرف کی باتیں دوسری طرف اور انکی باتیں دوسروں کی طرف پہنچاتے رہتے ہیں اور اس بات سے بھی ڈرتے ہیں کہ یہ بات نہ کھل جائے اِسلئے وہ بچ بچ کر اور پوشیدہ طور پر باتیں کرتے ہیں اور نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں - لیکن جب کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مشاء کے ماتحت ہو رہا ہو تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے - منافق انسان کی حالت دین اور دنیا دونوں میں خراب اور ابتر ہی رہتی ہے - کیونکہ کوئی ان کا اعتبار نہیں کرتا - بہت سے ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ کسی بادشاہ نے رشوت کا لالچ دیکر کسی کو قتل کروا دیا - لیکن جب وہ انعام لینے آیا تو اس کو یہی انعام ملا کہ قتل کر دیا گیا - تو واقعہ میں دانا انسان منافق کا کبھی اعتبار نہیں کرتا اور منافق کبھی سکھ نہیں پا سکتا میں ایسے انسان کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکیگا اور اسکے پاس صرف لنگوٹی ہی رہ جائے گی - وہ سمجھ جائے اور منافقت سے باز آ جائے ورنہ اللہ تعالیٰ ہر ایک پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھ سکونگا - خدا تعالیٰ ضرور اس کی باتوں کو ایک دن ظاہر کریگا اور پھر اسے منہ دکھانا بھی مشکل ہو جائے گا - مجھے ایک واقعہ یاد کرکے مزا آ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس طرح پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرتا ہے - میں نے اخبار میں پڑھا کہ کچھ بنگالی طالب علم فرانس کے کسی شہر کے ہوٹل میں کھانا کھا رہے تھے اور ایک کمشنر کی نقلیں اُتار رہے تھے کہ وہ یُوں یُوں کیا کرتا تھا جب وہ باتیں ختم کر چکے تو ایک آدمی جو کہ انکے سامنے بیٹھا ہوا تھا - اُٹھ کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ ایسی حرکات مجھ سے ہی سرزد ہوتی رہی ہیں - اس شخص کے اچانک بول اٹھنے سے وہ سخت شرمندہ ہوئے اور معافی مانگی تو خدا تعالیٰ بڑے بڑے بھید ظاہر کر دیتا ہے آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کو مکہ پر مسلمانوں کے حملہ کرنے کی خبر پوشیدہ طور پر پہنچانی چاہی تاکہ اس ہمدردی کے اظہار کی وجہ سے وہ اس کے رشتہ داروں سے نیک سلوک کریں - لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یہ بات بتا دیگئی - آپ نے حضرة علیؓ اور چند ایک اور صحابہ کو بھیجا کہ فلاں جگہ ایک عورت ہے اس سے جا کر کاغذ لے آؤ - انھوں نے وہاں پہنچکر اس عورت سے کاغذ مانگا - تو اس نے انکار کر دیا بعض صحابہ نے کہا کہ شاید رسول کریم کو غلطی لگی ہے - حضرت علیؓ نے کہا نہیں آپ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی - جب تک اس سے وہ کاغذ نہ ملے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا - اُنہوں نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس نے وہ کاغذ نکال کر دیدیا تو منافق خواہ کتنا ہی چھپائے وہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے اور وہ خود بخود ذلیل ہو جاتا ہے - چنانچہ منافقوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا کہ تم اپنے دل کی باتیں مسلمانوں کو کیوں بتلاتے ہو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کو تقویت حاصل ہو جائیگی - اور وہ ہمیں نقصان پہنچائینگے - یہ ایسی ہی بات ہے کہ منافق ایکدوسرے کو ڈانٹتے ہیں کہ کسی کو کوئی بات نہ بتانا - لیکن خود انہیں مجبوراً بتانی ہی پڑتی ہے - مؤمن ہمیشہ بہادر اور دلیر ہوتا ہے - نفاق خطرے اور ڈر کی وجہ سے کیا جاتا ہے - لیکن جو انسان خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے اس کا کوئی کچھ نقصان نہیں کر سکتا - اِسی لئے وہ کسی سے ڈرتا بھی نہیں - پس مؤمن کے دل میں جو بات ہو اسے چاہیئے کہ اچھی طرح اور بہادری سے اس کا اظہار کر دے اور جو نہ مانے اس کو چھوڑ دے - مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ آجکل لوگ کونسی بات کے ڈر سے نفاق کا پردہ اوڑھے ہوئے ہیں اور سچی بات کے اظہار کی طاقت نہیں رکھتے ایسی پُرامن حکومت میں جبکہ کوئی کسی کو کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتا - اگر کسی کی طبیعت نفاق کی طرف جھکتی ہے تو وہ بہت ہی بدفطرت انسان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گو تلوار سے کسی پر رُعب اور ڈر نہ ڈالتے تھے لیکن چونکہ آپکے ہاتھ میں تلوار تھی اِسلئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس ڈر سے بعض اشخاص منافقت اختیار کئے ہوئے تھے لیکن اب تو امن و امان کا زمانہ ہے اس لئے اب اگر کوئی منافقت کرتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافق سے ہزار درجہ زیادہ منافق ہے ۞

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو آیندہ منافقوں سے بچائے اور جس طرح اس نے بعض منافقین کو جُدا کر دیا ہے - اسی طرح اگر اور کوئی ہو تو اس کو بھی نکالکر ہم سب میں اتفاق پیدا کر دے ۞

امپیریل ریلیف فنڈ

جن احباب سے چندہ وصول ہو چکا ہے انکے اسمائے گرامی ذیل میں دیئے جاتے ہیں - ہم انشاء اللہ تعالیٰ سب کے نام باری باری شائع کرتے رہینگے ۔

مفتی محمد صادق صاحب	صہ/
مولوی اختر علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس آرہ	صہ/
مولوی محمد دین صاحب شادی وال	عہ/
مستری قطب الدین صاحب قادیان	عہ/
میاں نور محمد صاحب	عہ/
محمد دین صاحب کنسٹبل ۱۹۸ شادیوال	۱۱؎/
جماعت احمدیہ شادی وال	۱۱؎/
سردار محمد ایوب خان صاحب رسالدار مراد آباد	صہ/
مولوی عبد القادر صاحب مدرس منصورہ	عہ/
میاں محمد دین صاحب مدرس تہال	عہ/
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر راولپنڈی	عہ/
میاں غلام قادر صاحب - تاراپور	عہ/
جماعت صرتج معرفت مولوی عمر الدین صاحب صرتج	عہ/
جماعت ملتان معرفت عبد اللہ صاحب	سعہ/
سردار سعد اللہ خان صاحب صوبیدار میجر مالاکنڈ	۱۰/ بعہ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	۱۳/ عہ
جماعت سرگودہ چک ۹۸ شمالی مولوی محمد ابراہیم صاحب	لعہ/
جماعت مردان معرفت منشی محمد یوسف صاحب اپیلنویس	۹/ بعہ
مصری خان صاحب سرائے کالا	عہ/
جماعت احمدیہ چندوسی معرفت طفیل احمد صاحب	عہ/
میاں رحمت اللہ صاحب پٹواری	عہ/
بابو سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر بنارس (براک)	عہ/
جماعت بمبئی معرفت منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب	للعہ/